OPEN ACCESS
ISSN (P): 2789-3820
ISSN (O): 2789-3839
Al-Āfāq Islamic Research Journal
http://alaafaqjournal.com/index.php/alaafaq/index
Vol. 04, Issue: 01, June-2024, PP: 182-189

معاصر تحریکی سیرتی ادب میں اصولِ تدریج کی روایت

The Tradition of the Principle of Gradualism in Contemporary Movement-Based Seerah Literature

***Dr. Hafiz Muhammad Hassaan Saeed**
Instructor, Department of Islamic Studies,
Virtual University of Pakistan, Lahore, Pakistan.
hassaan.saeed@vu.edu.pk

Abstract:
In the Twentieth century, after the collapse of a central political institution such as the caliphate, many movements came into existence for the revival of Islam. The leaders and important figures of these movements studied all the topics of Islam, especially Seerah of the Prophet Muhammad (SAW) in such a way that keeping the Seerah of the Prophet Muhammad (SAW), how can an Islamic revolution be established in the modern world? Keeping this goal in mind, the leaders of these movements extracted several principles from the Seerah of the Prophet Muhammad (SAW), one of the most important principle is "Gradualism". In this article, the above principle in the contemporary Islamic Movements have been examined in detail from an analytical study.

Keywords: *Seerat-al-Nabi, Caliphate, Movements, Revival of Islam, Sīrah of the Prophet Muhammad, Gradualism.*

تدریج کا مطلب درجہ بہ درجہ اور آہستہ آہستہ کسی چیز کو انتہا تک پہنچانے کے ہیں۔دین اسلام کے بعض احکام کے نزول میں صراحت کے ساتھ "تدریج" ایک اہم اصول رہاہے۔اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ عرب معاشرے میں بعض اعمال قبیحہ وفاسدہ انفرادی واجتماعی سطح پر اس طرح جڑ پکڑ چکے تھے کہ ان کی یک لخت بیخ کنی ناممکن تھی،اس لیے احکامات شریعت کی تنفیذ مرحلہ وار عمل میں آئی۔اس کی سب سے اہم مثال شراب نوشی کی حرمت ہے۔شراب نوشی کی حرمت چار مراحل میں مکمل ہوئی۔[1] اس طرح آیت نشوز[2] میں نافرمان بیویوں کی تادیب میں بھی تدریج کا اصول ملحوظ رکھا گیاہے۔رسول اکرم ﷺ کی دعوت وتربیت میں بھی تدریج کا اہتمام نظر آتا ہے،جیسا کہ حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کی طرف روانہ کرتے ہوئے آپ ﷺ نے نصیحت فرمائی۔

> ادْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ، وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللَّهَقَدِ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللَّهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِي أَمْوَالِهِمْ، تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ[3]
>
> ”تم انہیں اس کلمہ کی گواہی کی دعوت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔اگر وہ لوگ یہ بات مان لیں تو پھر انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر روزانہ پانچ وقت کی نمازیں فرض کی ہیں۔اگر وہ لوگ یہ بات بھی مان لیں تو پھر انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مال پر کچھ صدقہ فرض کیا ہے جو ان کے مالدار لوگوں سے لے کر انہیں کے محتاجوں میں لوٹا دیا جائے گا۔“

اس نصیحت سے واضح ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نو مسلموں پر ایسا بوجھ نہیں ڈالتے تھے کہ جس سے وہ دین اسلام سے متنفر ہو جائیں بلکہ وہ تدریج کے پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے سب سے پہلے انھیں بنیادی عقائد کی تعلیم پر زور دیتے تھے اور اس کے بعد عبادات میں بھی سب سے پہلے نماز کو قائم کرنے کا حکم دیتے تھے۔

سابقہ کام کا تحقیقی جائزہ

احکامات شریعت میں "تدریج" کے موضوع پر اب تک بعض مصنفین نے قلم اٹھایا ہے۔ جیسے معروف سیرت نگار اور مصنف ڈاکٹر حافظ محمد سعد اللہ نے 1983ء میں "نفاذِ شریعت میں تدریج" کے نام سے ایک کتاب تالیف کی تھی[4]۔ محمد شعیب نے 2012ء میں کراچی یونیورسٹی سے پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری کی زیر نگرانی "اصلاح معاشرہ کے عمل میں قرآنی احکامات کی تدریج: ایک علمی و تحقیقی مطالعہ" کے موضوع پر پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی[5]۔ تنزیل انجم نے 2013ء میں منہاج یونیورسٹی، لاہور سے پروفیسر ڈاکٹر شبیر احمد جامی نے "حضور ﷺ کی تربیت میں منہج تدریج اور عصر حاضر میں استفادہ کی صورتیں" کے موضوع ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کی[6]۔ اسی طرح ادارہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی کے استاد اور مصنف پروفیسر ڈاکٹر حافظ عثمان احمد نے "احکام شرعیہ میں تدریج کا اطلاق و اجراء۔ چند کلیدی مباحث" کے عنوان سے ایک آرٹیکل لکھا[7]۔ علاوہ ازیں خاص تحریکی سیرتی ادب میں "تدریج" کے اصول پر کوئی کام نہیں ہوا ہے۔

تحریکی سیرتی ادب میں اصول "تدریج"

احیائے اسلام کے لیے برسرِپیکار اسلامی تحریکات کا بنیادی مقصد عصر حاضر میں انھی اصولوں کو بنیاد بنا "کامل اسلامی انقلاب" برپا کرنا ہے جن اصولوں کو بنیاد بنا کر نبی اکرم ﷺ نے محض 23 سال کے عرصے میں عرب کی سرزمین پر "کامل اسلامی انقلاب" قائم کیا تھا۔ تحریکی سیرت ادب میں "تدریج" کو ایک اصول شرعی کے طور پر بیان کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ کہ نبی اکرم ﷺ کی کامیابی میں "تدریج" کے اصول کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اس سلسلے میں سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ ایک جگہ لکھتے ہیں:

> "جہاں تک اسلام کے بنیادی اصولوں کا تعلق ہے، قرآن مجید نے ابتدا ہی میں ان کا صاف صاف بے کم و کاست اعلان کر دیا تھا، اور آخر وقت تک ان میں کوئی تغیر و تبدل نہیں کیا۔۔۔ بخلاف اس کے تمدنی اصلاح (Social Reform) کے باب میں قرآن نے تدریج کو ملحوظ رکھا ہے۔ ابتدا میں تمام تر زور ایمان کو مستحکم کرنے پر صرف کیا گیا، اور اس کے ساتھ مدنیت صالحہ کے وہ اصول ذہن نشین کرائے جاتے رہے جن پر آگے چل کر نئی تہذیب کی عمارت تیار کرنی تھی۔ مکہ معظمہ میں نبی ﷺ کا مشن تمام تر انھی دو باتوں تک محدود تھا۔ اس کے بعد مدینے میں جب عملاً نئی تہذیب کی تعمیر شروع کی گئی، اور وقت آیا کہ مدنیت صالحہ کے ان مجرد اصولوں (Abstract Principles) کو، جنھیں مکے میں پیش کیا گیا تھا، متعین صورت (Concrete Form) میں اجتماعی زندگی کے اندر نافذ کیا جائے۔ تو اس کام میں بھی جلد بازی سے کام نہیں لیا گیا کہ پورے اصلاحی پروگرام کو یک لخت عملی جامہ پہنا دیا جاتا، بلکہ تدریجی عمل کا طریقہ اختیار کیا گیا۔ نئی سوسائٹی جیسے جیسے بنتی گئی، جیسے جیسے مواقع پیش آتے گئے، ان کے لیے قانون بنایا جاتا رہا۔ ہر نئے اصلاحی قدم کے لیے آمادگی نفس کے موقع (Psychological moment) کا انتظار کیا جاتا، اور جب وہ موقع آتا تو ایسے مؤثر انداز میں حکم سنایا جاتا کہ سیدھا دلوں کی تہوں میں اتر جاتا اور وہاں سے کامل اطاعت بن کر عملی دنیا میں نمودار ہوتا۔"[8]

درج بالا اقتباس سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ سید مودودیؒ کے مطابق دین اسلام میں ہمیں "تمدنی اصلاح (Social Reforms)" کے باب میں "تدریج" کا اصول واضح طور پر نظر آتا ہے۔ ان کے مطابق یہی وجہ ہے کہ "مدنیت صالحہ" کے مجرد اصول جو مکہ میں پیش کیے گئے تھے، مدینہ منورہ کی اجتماعی زندگی میں انہیں نافذ کیا گیا تو جلد بازی سے کام نہیں لیا گیا بلکہ "تدریج" کو اختیار کیا گیا۔

ڈاکٹر طاہر القادری نے "تدریج" کو "سیرت رسول ﷺ" کے اہم اصول کے طور پر جابجا ذکر کیا ہے۔ ایک جگہ شریعت کے اوامر و نواہی کو "تدریج" کے ساتھ جوڑتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ہجرت مدینہ کے بعد آپ ﷺ نے سب سے پہلے مسلمانوں کی معاشی اور سیاسی حالت کو بہتر

بنایا اور جب ہر شخص باعزت سماجی زندگی بسر کرنے کے قابل ہو گیا تو اس وقت آپ ﷺ نے غلبہ ءاسلام کے عالمی انقلاب کے لیے شریعت کے اوامر و نواہی کو بتدریج رائج کیا۔[9] ایک دوسری جگہ ڈاکٹر طاہر القادری نے اس بات کو یوں بیان کیا ہے:

> "مدینہ طیبہ میں اسلامی معاشرہ کی تشکیل فرماتے ہوئے آپ ﷺ نے مذہبی احکام کو یک دم نافذ نہیں کیا اس نو تشکیل شدہ اسلامی معاشرے کے افراد کے معاشی استحکام کو اولین ترجیح قرار دیا جبکہ مذہبی احکام بتدریج نافذ ہوتے رہے۔"[10]

اسی طرح ڈاکٹر طاہر القادری کے مطابق اگر ہم سیرت رسول ﷺ کا گہرائی سے مطالعہ کریں تو یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے کمال نبوی بصیرت، تدبر، حکمت عملی اور تدریج سے حالات کو دعوت دین اور قیام ریاست کے لیے اس طرح استعمال کیا کہ مشکل ترین حالات رکاوٹیں اور مشکلات پیدا کرنے کی بجائے آپ کے لیے حمایت اور سازگاری پیدا کرنے کے باعث بن گئے۔[11]

تحریکی سیرتی ادب میں حضور اکرم ﷺ کی دعوت میں کامیابی کی بنیاد اس بات کو بنایا گیا ہے کہ چوں کہ آپ ﷺ کی دعوت پر امن، تبلیغی، غیر خفیہ اور تدریجی تھی اس لیے کامیاب رہی۔[12] مزید بر آں سید اسعد گیلانیؒ نے "تدریج" کے اصول کو اختیار کرنا نبی اکرم ﷺ کی ایسی خصوصیت قرار دیا ہے جو معاشرے میں اسلامی جدوجہد کرنے والوں کے لیے قیامت تک روشنی کے مینار کی سی حیثیت رکھتا ہے:

> "مخالفت کرنے والوں نے بلاشبہ سخت ترین مخالفت کی لیکن رفاقت کرنے والوں نے بھی قابل رشک اور مثالی رفاقت کر کے دکھائی اور ساتھ ہی رفاقت کرنے والوں کی تعداد روز بروز فطری طور پر بڑھتی اور پھیلتی چلی گئی۔ اس کے مقابلے میں مزاحمت کرنے والوں کا زور بتدریج ٹوٹتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ بالکل فطری طریقے پر ہی ساری مزاحمت ٹوٹ گئی اور اسلامی تحریک پورے معاشرے میں اپنی تعلیم اور کردار کے زور سے غالب آ گئی۔ یہ وہ فطری اور تدریجی کامیابی کی شان ہے جو خاص حضور ﷺ کی خصوصیت ہے۔ ایسی خصوصیت جو قیامت تک انسانی معاشرے میں کام کرتے ہوئے اسلامی جدوجہد کے راستے میں روشنی کا مینار بن کر سامنے آتی رہے گی اور قافلے اس کی مدد سے آگے بڑھتے رہیں گے۔"[13]

تحریک شہیدین میں ناکامی کی وجہ

تحریک شہیدین کو برصغیر کی تاریخ میں جو اہمیت حاصل ہے وہ کسی سے مخفی نہیں ہے اس لیے کہ دور صحابہؓ کے بعد جسے ہم خالص اسلامی تحریک کہہ سکتے ہیں وہ " تحریک شہیدین " ہے۔ اس تحریک کی کمان چوں کہ سید احمد شہیدؒ (م:1831ء) اور شاہ اسماعیل شہیدؒ (م:1831ء) (پوتا شاہ ولی اللہؒ) کے ہاتھوں میں تھی اس لیے اسے " تحریک شہیدین " کہا گیا ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے مطابق دنیوی لحاظ سے اس تحریک کی ناکامی کی وجہ یہ تھی کہ " تدریج " کے اصول کو پس پشت رکھا گیا تھا۔ لکھتے ہیں:

> " حضرت سید احمد بریلویؒ نے اپنے ان ساتھیوں کی بھرپور تربیت کی تھی جن کو ساتھ لے کر وہ سرحد کے علاقہ میں پہنچے تھے۔ لیکن ان کی اصل جدوجہد پشاور اور مردان کے اضلاع سے شروع ہوئی تھی ___ وہاں جا کر اقدام سے پہلے وہاں کے مقامی باشندوں کی تربیت کی بھی ضرورت تھی۔ یا تو وہاں کے تمام خوانین اور رعایا سید صاحبؒ کو قطعی طور پر اپنا امیر تسلیم کر لیتے اور ان کے ہاتھ پر بیعت سمع وطاعت اور جہاد کر لیتے، تب بھی کوئی مضبوط اساس قائم ہو جاتی، لیکن ایسا نہیں ہوا۔ البتہ ایک یا دو قبیلوں کے خوانین نے بیعت کر لی تھی جو کافی نہیں تھی۔ ہوا یہ کہ مقامی لوگوں کی تربیت سے پہلے اور وہاں اپنے آپ کو مستحکم (Consolidate) کرنے سے پہلے، ایک طرف سکھوں کے ساتھ جنگ کا سلسلہ

شروع کر دیا گیا۔ دوسری طرف اسلامی شریعت کی حدود و تعزیرات نافذ کر دی گئیں، جو مقامی لوگوں کے لیے بڑی شاق تھیں۔ اس لیے کہ وہ لوگ ایک مدت سے دین کے صحیح و حقیقی علم سے ناواقف تھے، اور اگرچہ وہ مسلمان تھے لیکن ان میں سے اکثر حقیقی ایمان کی لذت سے آشنا نہیں تھے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ان کی اکثریت نے سید صاحب کے خلاف سازشیں کیں، آپ کو زہر دیا گیا، مجاہدین کے کیمپوں پر شب خون مارا گیا اور بے شمار مجاہدین کو شہید کر دیا گیا۔ آپؒ کے خلاف مخبری کی گئی اور سکھوں کو مجاہدین کے لشکر کی نقل و حرکت اور اس کی قوت و وسائل کی خبریں پہنچائی گئیں۔ الغرض مقامی لوگوں کی اکثریت کی ناپختہ سیرت و کردار اور عدم تربیت کے باعث یہ عظیم اسلامی تحریک دنیوی اعتبار سے ناکام ہو گئی۔"[14]

یعنی اگر پہلے مقامی لوگوں کی تربیت کو مستحکم کرنے کے ساتھ اسلامی شریعت کی حدود و تعزیرات کو تھوڑا عرصے کے لیے ملتوی کر دیا جاتا تو ممکن ہے کہ یہ تحریک دنیوی اعتبار سے ناکام نہ ہوتی۔ مزید لکھتے ہیں کہ اس تحریک سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ اسلامی انقلاب کے لیے تربیت کی کیا اہمیت ہے اور اقدام کے مرحلے کے لیے تدریج کا عمل کتنی اہمیت کا حامل ہے۔

اس بحث کا حاصل یہ ہے کہ تحریکی سیرتی ادب میں "تدریج" کو شریعت کے ایک اصول کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ گویا یہ تحریکات غلبۂ اسلام کے لیے "تدریج" کو لازم قرار دیتی ہیں۔

اصولِ تدریج پر تنقیدات

ادارہ علومِ اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی کے استاد اور نام ور مصنف ڈاکٹر حافظ عثمان احمد نے تحریکی مصنفین کے "تدریج" کے اصول پر نقد کرتے ہوئے درج ذیل دو اہم نکات اٹھائے ہیں:

1۔ کیا شریعت میں "تدریج" کو اصل الاصول کی حیثیت حاصل ہے؟

2۔ کیا عصر حاضر میں احکامات شرعیہ کی تنفیذ و بقا کو تدریج کے ساتھ منسلک کیا جا سکتا ہے؟

1۔ کیا شریعت میں "تدریج" کو اصول شرعی کی حیثیت حاصل ہے؟

دین اسلام قرآن مجید کی درج ذیل آیت اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًاؕ[15] "آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو (بطور) دین (یعنی مکمل نظامِ حیات کی حیثیت سے) پسند کر لیا۔" کے نازل ہونے کے بعد اپنی تمام حیثیتوں میں کامل ہو چکا ہے اس لیے اس آیت مبارکہ کے نازل ہونے سے پہلے اگر احکام شریعت میں تدریج جائز بھی تھی تو احکام شریعت میں اب درست نہ ہو گی۔ بقول ڈاکٹر حافظ عثمان احمد:

> "یہ آیت واضح بتاتی ہے کہ دین کی حتمی شکل جو اللہ تعالیٰ کو مطلوب تھی وہ تدریجاً مکمل ہو گئی۔ اکمال و اتمام کے بعد کسی کو حق حاصل نہیں کہ وہ دین کے قبل تکمیل احکامات کو دلیل بنا کر دین کی غیر حتمی صورت کو رائج کرے۔ دین کی تکمیل کا تقاضا ہے کہ اس پر مکمل عمل کیا جائے اور اس کی حتمی شکل کو انفرادی و اجتماعی زندگی کا نصب العین بنایا جائے۔"[16]

اسی طرح آیت مبارکہ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً[17] "اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔" بھی بالکل واضح انداز میں اب تدریج کو رد کرتی ہے اور دین اسلام پر مکمل عمل کرنے کا لازم قرار دیتی ہے۔ اگر تدریج کو برقرار رکھنا مقصود ہوتا تو قرآن مجید کی ترتیب نزولی ہی قائم رکھی جاتی نہ ترتیب توفیقی سے قرآن مدون ہوتا۔ یہ کس طرح ممکن ہے کہ تدریج شریعت کا اصل الاصول بھی ہو

اور اس کا قرآن سے نام ونشان مٹادیا جائے اور آج ممکن ہی نہیں ہم قرآن کی نزولی ترتیب جان سکیں۔[18]

اس سلسلے میں ڈاکٹر حافظ عثمان احمد مزید لکھتے ہیں:

"اولاً تو شریعت کے تمام احکامات میں تدریج کا اصول اپنایا ہی نہیں گیا اور محض چند احکامات شرعیہ میں تدریج کو مد نظر رکھا گیا۔ اور مد نظر رکھی گئی تدریج کا ذکر بحیثیت اول نہ تو قرآن نے کیا نہ زبان نبوی سے اسے کوئی کوئی قانونی مقام عطا کیا گیا بلکہ اہل علم نے اسے امر واقع کے طور پر شناخت کیا۔ ثانیاً بہت سے احکامات میں تو تدریج بالعکس رہی۔ یعنی ابتداء احکامات انتہائی سخت تھے پھر ان کی شدت کو نرمی سے بدل دیا گیا۔ قرآنی آیت "اَلْئٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَ عَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا"[19] (ترجمہ: اب اللہ نے تم سے (اپنے حکم کا بوجھ) ہلکا کردیا اسے معلوم ہے کہ تم میں (کسی قدر) کمزوری ہے۔) اور ارشاد نبوی "نهيتكم عن ثلاث وقد اذنت لكم فيهن نهيتكم ان تنتبذوا فانتبذوا وكل مسكر حرام،ونهيتكم ان تدخروا لحوم الاضاحى بعد ثلاث فكلوا وادخرواونهيتكم ان تزوروا القبور فزوروها "[20] (مفہوم: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں نے تمھیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا تو اب تم اس کی زیارت کیا کرو، اور میں نے قربانی کے گوشت کو تین دن سے زیادہ رکھنے سے منع کیا تھا تو اب جب تک جی چاہے رکھو، اور میں نے تمھیں مشک کے علاوہ کسی اور برتن میں نبیذ (پینے) سے منع کیا تھا، تو سارے برتنوں میں پیو (مگر) کسی نشہ آور چیز کو مت پینا") اسی حقیقت کے عکاس ہیں۔ ثالثاً علی سبیل التسلیم یہ قبول کر بھی لیا جائے کہ تدریج احکام شریعت کا اصول رہا ہے تو اس کی کوئی دلیل موجود نہیں کہ تدریج کو قرآن اور سنت نبویہ نے ابدی اصول کے طور پر احکامات شرعیہ میں جاری و منطبق رکھنے کا حکم فرمایا یا اجازت دی۔ اس لیے شریعت کی تکمیل کے بعد دین حق کے تمام احکامات پر عمل کرنا لازم ہے۔ کسی کو حق حاصل نہیں کہ وہ تدریج کا اصول لاگو کرتے ہوئے کسی حکم شرعی سے کسی کو استثناء دے۔ کسی معاشرے میں شراب نوشی کی کثرت یا عالمی ساہوکاروں کے استحصالی سرمایہ دارانہ نظام کے نتیجے میں سود کا معاشی کاروبار کی بنیاد بن جانا اصول تدریج کے ذریعے ان دونوں کو دائرہ قبولیت میں داخل کرنے کا سبب نہیں بن سکتا۔"[21]

گویا قرآن وحدیث کے مطالعہ سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ احکام شریعت میں تدریج کو اصول شرعی قرار دینے کی کوئی تصریح موجود نہیں ہے۔

2۔ کیا عصر حاضر میں احکامات شرعیہ کی تنفیذ وبقا کو تدریج کے ساتھ منسلک کیا جاسکتا ہے؟

تحریک شہیدین میں ناکامی کی بڑی وجوہات میں سے ایک بڑی وجہ ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے یہ بیان کی ہے کہ اگر اس وقت اسلامی شریعت کی حدود و تعزیرات کو فوراً نافذ نہ کیا جاتا تو ممکن ہے یہ تحریک ناکام نہ ہوتی۔ تو اس صورت میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا احکامات شرعیہ کی تنفیذ وبقا کو تدریج کے ساتھ منسلک کیا جاسکتا ہے؟

شارع (یعنی اللہ تعالیٰ) کے علاوہ احکامات شرعیہ کی تنفیذ وبقا میں تدریج کو اختیار کرنے کا استحقاق کسی کو حاصل نہیں اور اللہ تعالیٰ کے فرمان اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا[22] کے نازل ہونے کے بعد کسی کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے کہ عصر حاضر میں احکامات شریعہ کو تدریج کے ساتھ منسلک کرے۔ مزید برآں اس کی واضح مثال ہمیں حضرت ابو بکرؓ کے عہد خلافت میں مانعین زکوۃ کے خلاف حضرت ابو بکر صدیقؓ کا یہ عمل بالتصریح دلالت کرتا ہے۔

"والله لا قاتلين من فرق بين الصلاة والزكاه،فان الزكاه حق المال،والله لو منعونى عقالا كانوا يؤدونه الى رسول اللهﷺ لقاتلتهم على منعه"[23]

"اللہ کی قسم میں ہر اس شخص سے مقاتلہ کروں گا جو نماز اور زکوۃ میں فرق کرے گا۔ زکوۃ مال کا حق ہے۔ اللہ کی قسم اگر وہ ایک رسی بھی دینے سے انکار کریں گے جو وہ رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتے تھے تو میں اس انکار پر ان کے خلاف مقاتلہ کروں گا۔"

درج بالا قول سے یہ بات آشکار ہوتی ہے کہ حالات وواقعات کے باوجود صحابہ نے مانعین زکوۃ کی کسی تاویل کو قبول نہیں فرمایا اور نہ ہی تدریج کے اصول کو یہاں منطبق کیا بلکہ تدریج کے اختیار کو شارع کا حق سمجھا۔ ڈاکٹر حافظ عثمان احمد نبی کریم ﷺ کی حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن جاتے ہوئے نصیحت والی حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"دعوت دین میں کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہو گا کہ وہ حلال کو حرام اور حرام کو وقتی طور پر معطل کر کے کسی نو مسلم کو تدریجاً دین دار بنانے کی کوشش کرے۔ یا تدریجاً اسلام میں داخل کرنے کے لیے شراب وزنا اور سود کی اجازت دے۔ اگر اس طرح اسلام میں داخل کرنا ہو تا تو اہل کفر کو بآسانی عہد نبوی کے آغاز ہی میں مسلمان بنالیا جاتا۔ دراصل حدیث میں بیان کردہ ترتیب بالکل منطقی ترتیب ہے۔ یہ کیسے مناسب ہے کہ ایک کافر کو دعوت دیتے ہوئے پہلے نماز سکھانے کی بجائے فرشتوں کے بارے کلامی تفصیلات بتائی جائیں۔ لیکن یاد رہے کہ اس مرحلہ وار تعلیم دین کا تعلق نو مسلم افراد سے ہے۔ یہ وہ مزعومہ تدریج نہیں جس کو عصر حاضر کے دانش ور نسلی مسلمانوں کے ان معاشروں کے لیے جاری کرنا چاہ رہے جہاں حکومتیں بھی مسلمان کہلانے والوں کی ہیں۔"[24]

حاصل بحث

تحریکی سیرتی ادب میں "تدریج" کو ایک اصول شرعی کے طور پر بیان کیا گیا ہے کہ جس طرح نبی کریم ﷺ نے تدریجی لحاظ سے کامیابی حاصل کی تھی اسی طرح آج بھی اسی اصول کو سامنے رکھ کر کامیابی حاصل کی جاسکتی ہے۔ لیکن شریعت اسلامیہ میں "تدریج" کا اختیار شارع کو ہے اور اب چوں کہ دین اپنی مکمل حیثیت سے ہمارے سامنے موجود ہے اس لیے اب "تدریج" کو ایک شرعی اصول کے طور اختیار کرنا درست نہیں ہے مزید برآں احکامات شریعت کی تنفیذ میں تدریج کو اختیار کرنے کی بھی ہمیں تاریخ اسلامی میں کوئی دلیل نہیں ملتی۔ اس لیے کہ جب حضور ﷺ کے وصال کے بعد لوگوں نے زکوۃ دینے سے انکار کیا تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے مانعین زکوۃ کی کسی بھی تاویل کو قبول کرنے کی بجائے واضح طور پر اعلان کیا کہ جو بھی نماز اور زکوۃ میں فرق کرے گا میں اس سے مقاتلہ کروں گا۔ گو کہ حالات وواقعات بھی اس بات کا تقاضا کرتے تھے لیکن صحابہؓ نے تدریج کے اختیار کو شارع کا حق سمجھتے ہوئے اس میں کسی بھی قسم کی مداہنت کو پسند نہیں کیا۔ نیز یہاں یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ حکمت عملی کے ساتھ آہستہ آہستہ دعوتی میدان میں قدم بڑھانا ممنوع نہیں ہے لیکن اس حکمت عملی کو تدریج کہنا کسی صورت درست نہیں ہے۔

@ 2024 by the author, this article is an open access article distributed Under the terms and conditions of the Creative Commons Attribution (CC-BY) (http://creativecommons.org/licenses/by/4.0/)

حوالہ جات

[1] قرآن مجید کی رو سے شراب کی حرمت میں درج ذیل چار مراحل ملحوظ رکھے گئے ہیں:

i- وَ مِنۡ ثَمَرٰتِ النَّخِیۡلِ وَ الۡاَعۡنَابِ تَتَّخِذُوۡنَ مِنۡهُ سَكَرًا وَّ رِزۡقًا حَسَنًا۔ (النحل 16: 67)

ترجمہ: اور کھجور اور انگور کے پھلوں میں سے کوئی پھل وہ ہے کہ اس سے تم نبیذ اور اچھا رزق بناتے ہو۔

---

ii- يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ-قُلْ فِيْهِمَاۤ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ-وَ اِثْمُهُمَاۤ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَاؕ-(البقرۃ2: 219)

ترجمہ: آپ سے شراب اور جوئے کی نسبت سوال کرتے ہیں، فرمادیں: ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لئے کچھ (دنیوی) فائدے بھی ہیں مگر ان دونوں کا گناہ ان کے نفع سے بڑھ کر ہے۔

iii- يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى (النساء4: 43)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم نشہ کی حالت میں نماز کے قریب مت جاؤ

iv- يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ-اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ وَ يَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِۚ-فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ-(المائدہ5: 90-91)

ترجمہ: اے ایمان والو! بیشک شراب اور جُوا اور (عبادت کے لئے) نصب کئے گئے بُت اور (قسمت معلوم کرنے کے لئے) فال کے تیر (سب) ناپاک شیطانی کام ہیں۔ سو تم ان سے (کلیتاً) پرہیز کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔ شیطان یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان عداوت اور کینہ ڈلوا دے اور تمہیں اللہ کے ذکر سے اور نماز سے روک دے۔ کیا تم (ان شر انگیز باتوں سے) باز آؤ گے۔

[2] وَ الّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَ اهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَ اضْرِبُوْهُنَّۚ-فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًاؕ (النساء4: 34)

ترجمہ: اور تمہیں جن عورتوں کی نافرمانی و سرکشی کا اندیشہ ہو تو اُنہیں نصیحت کرو اور (اگر نہ سمجھیں تو) اُنہیں خواب گاہوں میں (خود سے) علیحدہ کر دو اور (اگر پھر بھی اِصلاح پذیر نہ ہوں تو) اُن سے (تادیباً) عارضی طور پر الگ ہو جاؤ؛ پھر اگر وہ (رضائے الٰہی کے لیے) تمہارے ساتھ تعاون کرنے لگیں تو ان کے خلاف کوئی راستہ تلاش نہ کرو۔

[3] البخاری، محمد بن اسماعیل، ابو عبد اللہ، الجامع الصحیح، تحقیق: محمد زہیر بن ناصر، بیروت: دار طوق النجاۃ، 1422ھ، کتاب الزکاۃ، باب وجوہ الزکاۃ، حدیث: 1395

Al-Bukhari, Muhammad bin Ismail, Abu Abdullah, Al-Jami Al-Sahih, Tahqeeq: Muhammad Zuhair bin Nasir,Bairut: Dar Tauq Al-Najah, 1422H, Kitab-uz-Zakat, Bab wojo-uz-Zakat,Hadith:1395

[4] محمد سعد اللہ، حافظ، نفاذ شریعت میں تدریج، لاہور: مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، 1983ء

Muhammad Saadullah, Hafiz, Nifaz-e-Shariat main Tadreej, Lahore: Markaz Tehqiq Diyal Singh Trust Library,1983.

[5] محمد شعیب، اصلاح معاشرہ کے عمل میں قرآنی احکامات کی تدریج: ایک علمی و تحقیقی مطالعہ (پی ایچ ڈی مقالہ) (غیر مطبوعہ)، سپر وائزر: مجید اللہ قادری، ڈاکٹر، کراچی: یونیورسٹی آف کراچی، 2012ء

Muhammad Shoaib, Islah-e-Muashara ky amal main Qurani Ahkamat ki Tadreej: Aik elmi w Tahqeeqi Mutalah (Phd Muqala), (Gair Matbooa), Supervisor: Majeed Ullah Qadri, Dr, Karachi: University of Karachi,2012.

[6] تنزیل انجم، حضور ﷺ کی تربیت میں منہج تدریج اور عصر حاضر میں استفادہ کی صورتیں (ایم اے مقالہ) (غیر مطبوعہ)، سپر وائزر: شبیر احمد جامی، ڈاکٹر، لاہور: منہاج یونیورسٹی، 2013ء

Tanzeel Anjum, Hazoor (Saw) ki tarbiyat main manhaj-e-Tadreej aur asr-e-Hazir main istifadah ki surtain (M.A Muqala), (Gair Matbooa), Supervisor: Shabbir Ahmad Jami, Dr, Lahore: Minhaj University,2013.

[7] عثمان احمد، حافظ، احکام شرعیہ میں تدریج کا اطلاق و اجراء۔ چند کلیدی مباحث، ششماہی مجلہ الاضواء، جلد 30، شمارہ 43، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

Usman Ahmad, Hafiz, Ahkam-e-Shariah main Tadreej ka Itlaq-o-Ajra-chand kaleedi Mubahis, Shashmahi Mujalla,Al-Azwa, Vol.30,Shamara 43, Sheikh Zayed Islamic Center, Punjab University, Lahore

[8] مودودی، ابو الاعلیٰ، سید، سیرت سرور عالم ﷺ، مرتبین: نعیم صدیقی، عبد الوکیل علوی، جلد اول، لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، 1999ء، ج3، ص158

Maududi, Abul-Ala, Syed, Seerat-e- Sarwar-e- Alam (SAW), Muratebeen: Naeem Siddiqui, Abdul Wakil Alvi, Lahore: Idara Tarjman-ul-Quran, 1999, Vol. 3, p. 158

[9] طاہر القادری، محمد، ڈاکٹر، مقدمہ سیرۃ الرسول ﷺ (حصہ اول)، تحقیق و تدوین: ڈاکٹر طاہر حمید تنولی، لاہور: منہاج القرآن پبلی کیشنز، فروری 2009ء، ص410

Tahir-ul-Qadri, Muhammad, Prof, Dr, Muqadama Seerat-ur- Rasool SAW (Hissa Awal),Tahqiq-o-Tadween: Dr. Tahir Hameed Tanoli, Lahore: Minhaj-ul-Quran Publications, February2009, p. 410

[10] ایضاً، ص416-417

Ibid, p.416-417

[11] طاہر القادری، محمد، ڈاکٹر، مقدمہ سیرۃ الرسول ﷺ (حصہ اول)، ص456-457

Tahir-ul-Qadri, Muhammad, Prof, Dr, Muqadama Seerat-ur- Rasool SAW (Hissa Awal),p. 456-457

[12] گیلانی، سید اسعد، رسول اکرم ﷺ کی حکمتِ انقلاب، لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، اپریل 2018ء، ص190

Geelani, Syed Asad,Rasool-e-Akram (SAW) ki Hikmat-e- Inqlab, Lahore: Idara Tarjman-ul-Quran, April 2018, p. 190

[13] ایضاً، ص65

Ibid, p.65

[14] اسرار احمد، ڈاکٹر، منہج انقلاب نبوی ﷺ، سیرت النبی ﷺ کا اجمالی مطالعہ، فلسفۂ انقلاب کے نقطہ نظر سے، مرتبہ: شیخ جمیل الرحمن، لاہور: مکتبہ خدام القرآن، 2017ء

، ص121-122

Israr Ahmad,Dr, Manhaj-e- Inqlab-e-Nabawi (SAW), Seerat-ul-Nabi (SAW) ka Ijmali Mutalah, Falsfa-e- Inqlab ky Nuqta-e-Nazar sy, Martaba: Sheikh Jameel-ul-Rahman, Lahore: Maktaba Khuddam-ul-Quran,2017,p.121-122

15 المائدہ 5: 3

Al-Maida 5: 3

16 عثمان احمد، حافظ، احکام شرعیہ میں تدریج کا اطلاق واجراء۔چند کلیدی مباحث، ص258

Usman Ahmad, Hafiz, Ahkam-e-Shariah main Tadreej ka Itlaq-o-Ajra-chand kaleedi Mubahis, p. 258

17 البقرۃ 2: 208

Al-Baqarah 2: 208

18 عثمان احمد، حافظ، احکام شرعیہ میں تدریج کا اطلاق واجراء۔چند کلیدی مباحث، ص258

Usman Ahmad, Hafiz, Ahkam-e-Shariah main Tadreej ka Itlaq-o-Ajra-chand kaleedi Mubahis, p.258

19 الانفال 8: 66

Al-Anfal 8: 66

20 الہیثمی، نور الدین، بغیۃ الباحث عن زوائد مسند الحارث، تحقیق: حسین احمد صالح البکری، المدینۃ المنورہ: مرکز خدمۃ السنہ والسیرۃ النبویۃ، طبع اول، 1992ء، ج1، ص380، حدیث: 282

Al-Haishami, Noor-ud-Deen, Bagyat-ul-Bahis un Zawaid Masna-dul-Haris, Tahqeeq:Hussain Ahmad Saleh Al-Bikri, Markaz Khidmat-ul-Sunnah Wal Seerah-un-Nabawiyya, Al-Madina-tul-Munawwara,Taba Awwal,1992,Vol.1,p. 380, Hadith: 282

21 عثمان احمد، حافظ، احکام شرعیہ میں تدریج کا اطلاق واجراء۔چند کلیدی مباحث، ص257-258

Usman Ahmad, Hafiz, Ahkam-e-Shariah main Tadreej ka Itlaq-o-Ajra-chand kaleedi Mubahis, p. 257-258

22 المائدہ 5: 3

Al-Maidah 5: 3

23 البیہقی، ابو بکر احمد بن الحسین، السنن الکبریٰ، حیدر آباد: مجلس دائرۃ المعارف، 1344ھ، ج8، ص176، حدیث: 17175

Al-Bahaqi,Abu Bakar Ahmad bin Al-Hussain, Al-Sunnan-ul-Kubara, Hayderabad:Majlis Daira-tul-Ma'arif,1344H,Vol. 8, p. 176, Hadith: 17175

24 عثمان احمد، حافظ، احکام شرعیہ میں تدریج کا اطلاق واجراء۔چند کلیدی مباحث، ص260

Usman Ahmad, Hafiz, Ahkam-e-Shariah main Tadreej ka Itlaq-o-Ajra-chand kaleedi Mubahis, p. 60